سوال

(47)جہاد کے مسائل

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

جہاد کے مسائل

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اللہ تعالیٰ نے اپنی راہ میں جہاد کرنے کو مشروع قرار دیا ہے تاکہ اس کا کلمہ بلند ہو۔ اس کے دین کی مدد ہو۔ اس کے دشمن مغلوب اور دوست غالب ہوں نیز جہاد کی مشروعیت میں اللہ تعالیٰ کے بندوں کا امتحان اور ان کی آزمائش بھی مطلوب ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

ذٰلِكَ وَلَوْ يَشَاءُ اللَّهُ لَانتَصَرَ مِنْهُمْ وَلَٰكِن لِّيَبْلُوَا بَعْضَكُم بِبَعْضٍ وَالَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَلَن يُضِلَّ أَعْمَالَهُمْ ٤ سَيَهْدِيهِمْ وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ ٥ وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ ٦ ... سورة محمد

"یہی حکم ہے اور اللہ اگر چاہتا تو (خود) ہی ان سے بدلہ لے لیتا، لیکن (اس کا منشا یہ ہے) کہ تم میں سے ایک کا امتحان دوسرے کے ذریعہ سے لے لے، جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید کر دیے جاتے ہیں اللہ ان کے اعمال ہرگز ضائع نہ کرے گا(4) انہیں راہ دکھائے گا اور ان کے حالات کی اصلاح کر دے گا(5) اور انہیں اس جنت میں لے جائے گا جس سے انہیں شناسا کر دیا ہے"[1]

دین اسلام میں جہاد فی سبیل اللہ کی بہت بڑی اہمیت ہے جہاد اسلام کی چوٹی اور اس کی کوہان ہے اور وہ دین اسلام میں سب سے افضل اور اعلیٰ عبادت ہے حتیٰ کہ بعض علماء نے تو اسے دین اسلام کا چھٹا رکن قرار دیا ہے۔ جہاد فی سبیل اللہ کی مشروعیت کتاب اللہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ ... ٢١٦ ... سورة البقرة

"تم پر جہاد (وقتال) فرض کر دیا گیا۔"[2]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود جہاد فی سبیل اللہ میں حصہ لیا اور اس کا حکم دیا ہے۔ ارشاد نبوی ہے :

"مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَغْزُ وَلَمْ يُحَدِّثْ بِهِ نَفْسَهُ مَاتَ عَلَى شُعْبَةٍ مِنْ نِفَاقٍ"

"جو شخص اس حال میں فوت ہوا کہ اس نے نہ جہاد کیا اور نہ اس کے دل میں جہاد کرنے کا خیال آیا تو وہ نفاق کی ایک شاخ پر مرا ہے۔ "[3]

جہاد کے لغوی معنی "جدوجہد کرنا" ہے دین اسلام کی اصطلاح میں اس کے معنی "ایسی کوشش و محنت جس سے اللہ تعالیٰ کا کلمہ و دین بلند ہو" حتی کہ اس کے دشمنوں یعنی کفار سے اس وقت تک خوب قتال ہو کہ ان کا فتنہ وزور ختم ہو جائے۔

علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "جنس جہاد فرض عین ہے وہ دل سے ہو یا زبان سے مال ہو یا ہاتھ سے لہٰذا ہر مسلمان پر فرض ہے کہ وہ جہاد کی ان صورتوں میں سے کسی نہ کسی صورت کو اختیار کرے اور اسے عمل میں لائے۔ "[4]

جہاد کا اطلاق نفس شیطان کفار اور فاسقوں کے ساتھ مقابلہ کرنے پر بھی ہوتا ہے چنانچہ نفس کے خلاف جہاد کا مطلب امور دین سیکھنا پھر ان پر عمل کرنا اور لوگوں کو اس کی تعلیم دینا ہے۔ شیطان کے خلاف جہاد کا مطلب شیطان کے پیدا کردہ وسواس اور شبہات کا ازالہ کرنا اور اس کی طرف سے مزین کردہ شہوات اور خواہشات سے خود کو بچانہ ہے۔ کفار کے خلاف جہاد یہ ہے کہ ان خلاف ہاتھ زبان اور مال کو استعمال میں لایا جائے اور دل سے نفرت کی جائے البتہ فاسقوں کے خلاف جہاد ہاتھ سے ہو گا یا زبان سے پھر دل میں ان کے فسق کے خلاف نفرت ہو۔ الغرض جس قدر طاقت ہو اسی قدر ان کے خلاف کوشش کی جائے۔

جہاد فرض کفایہ ہے اگر جہاد کرنے والے اس قدر لوگ کھڑے ہو جائیں جو اس کا حق ادا کر دیں تو دوسرے لوگوں پر فرض نہ رہے گا بلکہ ان کے حق میں سنت کا درجہ ہو گا۔

جہاد فی سبیل اللہ سب سے افضل تطوع ہے اس کی بہت بڑی فضیلت ہے کتاب و سنت میں جہاد کے حکم اور اس کی ترغیب کے بارے میں بہت سی نصوص وارد ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ اشتَرٰی مِنَ المُؤمِنینَ اَنفُسَہُم وَاَمو‌ٰلَہُم بِاَنَّ لَہُمُ الجَنَّۃَ یُقٰتِلونَ فی سَبیلِ اللّٰہِ فَیَقتُلونَ وَیُقتَلونَ وَعدًا عَلَیہِ حَقًّا فِی التَّورىٰةِ وَالاِنجیلِ وَالقُرءانِ وَمَن اَوفٰی بِعَہدِہِ مِنَ اللّٰہِ فَاستَبشِروا بِبَیعِکُمُ الَّذی بایَعتُم بِہِ وَذٰلِکَ ہُوَ الفَوزُ العَظیمُ ١١١ ... سورة التوبة

"بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کی جانوں کو اور ان کے مالوں کو اس بات کے عوض میں خرید لیا ہے کہ ان کو جنت ملے گی۔ وہ لوگ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں جس میں قتل کرتے ہیں اور قتل کیے جاتے ہیں، اس پر سچا وعدہ کیا گیا ہے تورات میں اور انجیل میں اور قرآن میں اور اللہ سے زیادہ اپنے عہد کو کون پورا کرنے والا ہے، تو تم لوگ اپنی اس بیع پر جس کا تم نے معاملہ ٹھہرایا ہے خوشی مناؤ، اور یہ بڑی کامیابی ہے"[5]

اس مقام پر ہم ان چند حالات کا ذکر کریں گے جن میں جہاد کرنا فرض عین ہے:

1۔ جب انسان لڑائی کو حاضر ہو جائے تو اس صورت میں دشمن اسلام سے لڑنا فرض عین ہے لہٰذا اس موقع پر قتال فی سبیل اللہ سے پھرنا جائز نہیں۔

2۔ جب دشمن کی فوج اس کے شہر کا محاصرہ کر لے۔

ان دونوں صورتوں میں یہ دفاعی جہاد ہو گا اقدامی نہیں۔ اگر مسلمان اس وقت جہاد سے کنارہ کش ہو جائیں گے تو کافر مسلمانوں پر غالب آجائیں گے اور ان کی عزتوں اور مقدس مقامات پر قابض ہو جائیں گے،

3۔ جب مسلمانوں کا امام یا خلیفہ اعلان جہاد کر کے ان سے نکلنے کا مطالبہ کرے تو اس وقت جہاد فرض عین ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"وإذا استنفرتم فانفروا"

"جب تم سے نکلنے کا مطالبہ کیا جائے تو (جہاد کے لیے) نکل پڑو۔" [6]

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

إِذَا لَقِيتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوا ... سورة الانفال 45

"اے یمان والو! جب تم کسی مخالف فوج سے بھڑ جاؤ تو ثابت قدم رہو۔" [7]

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

مَا لَكُمْ إِذَا قِيلَ لَكُمُ انفِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ اثَّاقَلْتُمْ إِلَى الْأَرْضِ ... سورة التوبة 38

"اے ایمان والو! تمھیں کیا ہو گیا ہے کہ جب تم سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کے راستے میں نکلو تو تم زمین سے لگے جاتے ہو۔" [8]

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "جہاد ہاتھ کے ساتھ بھی ہوتا ہے اور بعض صورتوں میں دعوت الی اللہ اور حجت قائم کرنے کے ساتھ دفاعی پالیسیاں ترتیب دینے اور دفاعی صنعتوں کے قیام کے ذریعے سے بھی جہاد ہوتا ہے لہٰذا ہر ممکن حد تک ان امور میں حصہ لینا واجب ہے۔ اور جو لوگ میدان جہاد میں جانے سے معذور ہوں وہ میدان جہاد میں جانے والے مجاہدین کے گھروں اور ان کے اہل و عیال کی نگہداشت کریں۔ [9]

مسلمانوں کے خلیفہ و امام کا فرض ہے کہ جب جہاد فی سبیل اللہ کے لیے کوئی لشکر روانہ کرے تو پورے لشکر کا از سر نو جائزہ لے اور اچھی طرح اس کا معائنہ کرے جو مرد یا جانور لڑائی کے قابل نہ ہوں انھیں روک لے یا جو شخص جہاد کے عمل میں کسی رکاوٹ کا باعث بن سکتا ہو اسے بھی روک دے۔ اسی طرح جو لوگ غلط افواہیں پھیلا کر جہاد کرنے والوں کی ہمت و جذبہ کمزور کرتے ہیں انھیں بھی لشکر میں شامل نہ کیا جائے دشمن کے لیے جاسوسی کرنے والوں اور مجاہدین میں فتنہ کھڑا کرنے والوں کو لشکر میں شامل نہ ہونے دے۔ خلیفۃ المسلمین کو چاہیے کہ وہ اسلامی لشکر کا ایک ایسا امیر مقرر کرے جو ان کے جملہ امور شرعی طریقے کے مطابق چلائے اور امور جنگ میں ماہر ہو۔

لشکر میں شریک مجاہدین اپنے امیر کی ہر معروف میں اطاعت کریں اس کے ساتھ خیر خواہی کریں اور اس کے ساتھ صبر و استقامت سے وابستہ رہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ ... سورة النساء 59

"اے ایمان والو! تم فرمانبرداری کرو۔ رسول کی اور ان لوگوں کی جو تم میں سے اختیار والے ہیں۔ [10]

واضح رہے جہاد ایک بلند نصب العین اور اعلیٰ مقاصد کے حصول کے لیے مشروع کیا گیا ہے جو مندرجہ ذیل ہیں۔

1۔ جہاد کو اس لیے مشروع قرار دیا گیا تاکہ اللہ کے بندوں کو طاغوتوں اور بتوں کی عبادت سے نجات دلا کر اس اللہ تعالیٰ وحدہ لا شریک کی عبادت میں لگایا جائے جس نے انھیں پیدا کیا اور وہی انھیں رزق دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ ... سورة الانفال 39

"اور تم ان (کفار) سے اس حد تک کہ فتنہ (شرک) نہ رہے اور دین سارا اللہ ہی کا ہو جائے۔" [11]

2۔ جہاد کا ایک مقصد ظلم کا خاتمہ اور اہل حقوق تک ان حقوق کا پہنچانا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

أُذِنَ لِلَّذينَ يُقٰتَلونَ بِأَنَّهُم ظُلِموا وَإِنَّ اللَّهَ عَلىٰ نَصرِهِم لَقَديرٌ ‎٣٩‎ الَّذينَ أُخرِجوا مِن دِيـٰرِهِم بِغَيرِ حَقٍّ إِلّا أَن يَقولوا رَبُّنَا اللَّهُ... ‎٤٠‎ ... سورة الحج

"جن لوگوں سے لڑائی کی جاتی ہے انھیں (جہاد کی) اجازت دی گئی ہے اس لیے کہ ان پر ظلم ہوا اور یقیناً اللہ ان کی مدد پر ضرور قادر ہے۔ وہ لوگ جنھیں ان کے گھروں سے ناحق نکال دیا گیا صرف اس لیے کہ وہ کہتے ہیں: ہمارا رب اللہ ہے۔" [12]

3۔ جہاد کی ایک ایک غرض کفار کو مطیع اور پست کرنا، ان سے ظلم کا انتقام لینا اور ان کی طاقت و قوت کو کمزور کرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قـٰتِلوهُم يُعَذِّبهُمُ اللَّهُ بِأَيديكُم وَيُخزِهِم وَيَنصُركُم عَلَيهِم وَيَشفِ صُدورَ قَومٍ مُؤمِنينَ ‎١٤‎ وَيُذهِب غَيظَ قُلوبِهِم وَيَتوبُ اللَّهُ عَلىٰ مَن يَشاءُ وَاللَّهُ عَليمٌ حَكيمٌ ‎١٥‎ ... سورة التوبة

"ان سے (خوب) لڑائی کرو اللہ انھیں تمھارے ہاتھوں عذاب میں ڈالے گا اور انھیں رسوا کرے گا۔ اور تمھیں ان پر فتح دے گا اور مومنوں کے سینوں کو شفا (ٹھنڈک) بخشے گا۔ اور ان کے دلوں کا غصہ دور کرے گا۔ اور اللہ جس پر چاہے توجہ فرماتا ہے اور اللہ خوب جاننے والا خوب حکمت والا ہے۔" [13]

4۔ کفار کو اولاً دین اسلام قبول کرنے کی دعوت دی جائے اگر وہ قبول نہ کریں تو ان کے خلاف جنگ اور قتال ہو گا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قتال سے پہلے کفار کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دیتے تھے۔ بادشاہوں سے خط کتابت اسی مقصد کے لیے تھی۔" [14] آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی اسلامی لشکر کو روانہ کرتے تو انھیں نصیحت کرتے کہ "کفار سے لڑائی شروع کرنے سے پہلے انھیں اسلام کی طرف دعوت دینا اگر وہ قبول کر لیں تو ٹھیک ورنہ ان سے جنگ کرنا۔ [15] اس کی وجہ یہ ہے کہ دین اسلام میں جنگ کرنے مقصد کفر و شرک کا خاتمہ اور اللہ تعالیٰ کے دین میں لوگوں کو داخل کرنا ہے۔ اگر یہ مقصد لڑائی کے بغیر ہی حاصل ہو جائے تو لڑائی کی ضرورت ہی نہیں۔

جہاد کے مفصل مسائل و احکام حدیث و فقہ کی بڑی کتابوں میں موجود ہیں۔

جب کسی شخص کے والدین دونوں یا ان میں سے ایک مسلمان اور آزاد ہو تو نفل جہاد میں ان کی اجازت کے بغیر شریک نہ ہو جیسا کہ حدیث میں ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے جہاد میں جانے کی اجازت طلب کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا:

"أَحَيٌّ وَالِدَاكَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَفِيهِمَا فَجَاهِدْ"

"کیا تیرے والدین زندہ ہیں؟" اس نے کہا: ہاں! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا: "پھر تو والدین کی خدمت کی صورت میں جہاد کر۔" [16]

اس کی وجہ یہ ہے کہ والدین سے حسن سلوک فرض عین ہے جبکہ جہاد فرض کفایہ ہے اور ظاہر ہے کہ فرض عین فرض کفایہ سے مقدم ہوتا ہے:

مسلمانوں کے امام کو چاہیے کہ وہ لشکر روانہ کرتے وقت اس کا جائزہ لے اور فوجی یا جانور (گھوڑے وغیرہ) لڑائی کے قابل نہ ہوں ان کو علیحدہ کر دے جیسے کمزور فوجی یا گھوڑے وغیرہ جو پیچھے رہ جاتے ہوں یا افواہیں پھیلانے والے لوگ یہ چیزیں فوج کو لڑانے سے بے رغبت کرتی ہیں اور ان کے حوصلے پست کرتی ہیں۔

اسی طرح اسی قسم کے لوگ فوجیوں میں خوف و ہراس پھیلاتے ہیں اور ادھر اُدھر کی خبریں اڑاتے ہیں جس سے فوج میں بد دلی پھیلتی ہے۔

امیر المومنین کو چاہیے کہ وہ اسلامی لشکر کے مختلف افسر مقرر کرے اور مال غنیمت کا کچھ حصہ جہاد میں امتیازی خدمات انجام دینے والوں کو انعام کے طور پر دے اور باقی مال اور سامان لشکر میں شامل تمام مجاہدین میں تقسیم کر دے۔

اسلامی لشکر نیکی کے کاموں میں اپنے امیر کی اطاعت کرے اس کی خیر خواہی کرے اور اس کے ساتھ استقامت کا مظاہرہ کرے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ أَطِيعُوا۟ ٱللَّهَ وَأَطِيعُوا۟ ٱلرَّسُولَ وَأُو۟لِى ٱلْأَمْرِ مِنكُمْ   ٥٩ ... سورة النساء

"اے لوگوں جو ایمان لائے ہو! تم اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور ان لوگوں کی جو تم میں صاحب امر ہیں۔" [17]

اسلامی لشکر کی ذمے داری ہے کہ وہ کسی ایسے بچے عورت راہب انتہائی بوڑھے دائیمی مریض اور اندھے شخص کو قتل نہ کریں جو جنگ کے معاملات میں رائے اور مشورہ نہیں دے سکتے البتہ انھیں قیدی بنا کر غلام اور لونڈیاں بنایا جا سکتا ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں اور بچوں کو جب قیدی بناتے تو انھیں لونڈیاں اور غلام بنا لیتے تھے۔

مال غنیمت وہ مال ہے جو جنگ میں غلبے کے نتیجے میں حربی کافر سے حاصل ہوتا ہے یا ان سے بطور فدیہ وصول کیا جاتا ہے۔ اس مال پر اس شخص کا حق ہے جو اسلامی لشکر میں قتال کی نیت سے شامل ہوا اور میدان جنگ میں گیا۔ قطع نظر اس بات کے کہ اس نے لڑائی لڑی یا نہ لڑی کیونکہ میدان جنگ میں اس کی موجودگی مجاہدین کی مدد کے لیے ہے اور وہ جنگ کے لیے تیار بھی ہے اس لیے اسے لڑنے والوں میں شامل سمجھا جائے گا۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے :"مال غنیمت کا حق دار ہر وہ شخص ہے جو میدان جنگ میں حاضر ہوا۔

مال غنیمت کی تقسیم کا طریقہ کار یہ ہے کہ امیر لشکر اس مال میں سے پانچواں حصہ الگ کرے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقربائے رسول یتیموں، فقراء، مساکین اور مسافروں کا ہو گا باقی چار حصے لڑنے والے مجاہدین میں تقسیم ہوں گے پیدل مجاہدین کا ایک حصہ اور گھڑ سوار مجاہدین کے تین حصے ہوں گے ان میں سے ایک حصہ مجاہد کا اور حصے اس کے گھوڑے کے ہر مجاہد کو برابر برابر حصہ ملے گا۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن اسی طرح مال غنیمت تقسیم کیا تھا۔ [18]

امیر لشکر کی اجازت سے اس کا نائب بھی مال غنیمت کی کوئی چیز چھپانا حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَمَا كَانَ لِنَبِىٍّ أَن يَغُلَّ ۚ وَمَن يَغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ ٱلْقِيَـٰمَةِ ... ١٦١ ... سورة آل عمران

"یہ ممکن ہے کہ کوئی نبی خیانت کرے اور جو کوئی خیانت کرے گا تو جو اس نے خیانت کی ہو گی اس کے ساتھ قیامت کے دن حاضر ہو گا۔" [19]

اگر کسی نے کوئی چیز چھپا لی اور بعد میں اس کا علم امیر لشکر کو ہو گیا تو وہ اس شخص کو اپنی صوابدید کے مطابق عبرت ناک سزا دے۔

اگر غنیمت زمین کی شکل میں ہو تو امیر المومنین کو اختیار ہے کہ وہ مجاہدین میں تقسیم کرے یا تمام مسلمانوں کی مصلحت اور فائدے کے لیے انھیں وقف کر دے اور جس کی دسترس اور استعمال میں دے اس سے مستقل اور مقرر ٹیکس وصول کرے۔

جب کفار اپنا مال مسلمانوں کے خوف اور ڈر سے (بغیر لڑے) چھوڑ کر بھاگ جائیں یا لاوارث شخص کا ترکہ ہو یا مال غنیمت کا پانچواں حصہ (جو اللہ اور رسول کا حصہ ہے) وہ مال فے کے حکم میں ہے، اسے مسلمانوں کے مصالح و فوائد اور رفاہ عامہ کے کاموں میں خرچ کیا جائے گا۔

امیر المومنین کو اختیار ہے کہ وہ کسی ضرورت اور مصلحت کے پیش نظر کفار سے ایک مقرر مدت تک جنگ نہ کرنے کا معاہدہ کر لے بشرطیکہ اس میں مسلمانوں کا فائدہ اور بہتری ہو

لیکن یہ تب ہے جب مسلمان کفار کے مقابلے میں کمزور ہوں۔ اگر مسلمان شوکت وقوت کے حامل ہوں جہاد کرنے کی طاقت رکھتے ہوں توان سے صلح کرنا جائز نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے مقام پر کفار سے معاہدہ صلح کرلیا تھا اسی طرح مدینہ منورہ میں ایک وقت تک یہود سے صلح کرلی تھی۔[20]

اگر فرمان المومنین کو کفار کی جانب سے معاہدہ صلح توڑنے کا خطرہ محسوس ہو تو وہ کفار سے جنگ کرنے سے پہلے معاہدے کے خاتمے کا اعلان کردے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

وَإِمّا تَخافَنَّ مِن قَومٍ خِيانَةً فَانبِذ إِلَيهِم عَلىٰ سَواءٍ إِنَّ اللَّهَ لا يُحِبُّ الخائِنينَ ٥٨ ... سورة الانفال

"اور اگر تجھے کسی قوم کی خیانت کا ڈر ہو تو برابری کی حالت میں ان کا عہدنامہ توڑدے اللہ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔"[21]

امیر المومنین کے لیے جائز ہے کہ اہل کتاب اور مجوس وغیرہ کو ذمی بنانے کے لیے ان سے عہدوپیمان لے یعنی وہ اسلامی ملک میں (اپنے دین پر) اس شرط کے ساتھ رہیں گے کہ وہ جزیہ ادا کریں گے اور اسلام کے احکام کا خیال رکھیں گے۔ انھیں پامال نہیں کریں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قٰتِلُوا الَّذينَ لا يُؤمِنونَ بِاللَّهِ وَلا بِاليَومِ الءاخِرِ وَلا يُحَرِّمونَ ما حَرَّمَ اللَّهُ وَرَسولُهُ وَلا يَدينونَ دينَ الحَقِّ مِنَ الَّذينَ أوتُوا الكِتٰبَ حَتّىٰ يُعطُوا الجِزيَةَ عَن يَدٍ وَهُم صٰغِرونَ ٢٩ ... سورة التوبة

"ان لوگوں سے لڑو جو اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان نہیں لاتے اور اس چیز کو حرام نہیں ٹھہراتے جسے اللہ نے اور اس کے رسول نے حرام ٹھہرایا ہے اور دین حق کو قبول نہیں کرتے وہ جو اہل کتاب میں سے ہیں (ان سے لڑو) یہاں تک کہ وہ ذلیل ہو کر اپنے ہاتھ سے جزیہ دیں۔"[22]

واضح رہے جزیہ وہ مال ہے جو کفار سے انھیں قتل نہ کرنے اور مسلمانوں کے ملک میں رہنے کی اجازت کے عوض ہر سال تذلیلاً وصول کیا جاتا ہے۔

بچے عورت پاگل دائیمی مریض اندھے انتہائی بوڑھے عاجزاور فقیر ومسکین سے جزیہ وصول نہ کیا جائے۔

معاہدے کے بعد جب ذمی جزیہ ادا کریں تو اسے قبول کرنا ضروری ہے ان سے لڑائی کرنا حرام ہے۔ اگر انھیں کوئی تکلیف وایذا دے تو ان دفاع کرنا اسلامی حکومت کا فرض ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

حَتّىٰ يُعطُوا الجِزيَةَ عَن يَدٍ وَهُم صٰغِرونَ ٢٩ ... سورة التوبة

"یہاں تک کہ وہ ذلیل وخوار ہو کر اپنے ہاتھ سے جزیہ ادا کریں۔"[23]

یعنی اگر کفار ذمی جزیہ ادا کریں توان سے جنگ وقتال نہ کیا جائے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

"فَسَلْهُمْ إِعْطَاءَ الْجِزْيَةِ فَإِنْ أَجَابُوكَ فَاقْبَلْ مِنْهُمْ، وَكُفَّ عَنْهُمْ"

"کفار ذمیوں سے جزیہ طلب کرو۔ اگر وہ ادا کردیں توان سے قبول کرلو اوران سے قتال نہ کرو۔"[24]

کوئی مسلمان کسی کافر کو اپنے ہاں پناہ دے سکتا ہے بشرطیکہ اس میں مسلمانوں کا نقصان نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

وَإِن أَحَدٌ مِنَ المُشرِكينَ استَجارَكَ فَأَجِرهُ حَتّىٰ يَسمَعَ كَلٰمَ اللَّهِ ثُمَّ أَبلِغهُ مَأمَنَهُ... ٦ ... سورة التوبة

"اگر مشرکوں میں سے کوئی آپ سے پناہ طلب کرے تو آپ اسے پناہ دے دیں یہاں تک کہ وہ کلام اللہ سن لے پھر اسے اپنی جائے امن تک پہنچا دیں۔ "[25]

مسلمانوں کا امیر بھی تمام مشرکوں کو یا بعض کو امان دے سکتا ہے کیونکہ اس کے اختیارات وسیع ہیں جو (اس کی اجازت کے بغیر رعایا میں سے) کسی کو حاصل نہیں ہیں علاقائی اور صوبائی امیر کے لیے بھی جائز ہے کہ وہ اپنے علاقے میں رہنے والے کفار کو سیاسی امان دے۔

اللہ تعالیٰ کی خصوصی مدد اور توفیق سے پہلی جلد مکمل ہوئی۔ اب اس کے فضل و کرم سے دوسری جلد شروع ہوگی۔ جس آغاز" بیع کے مسائل "سے ہوگا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

---

[1]۔ محمد 47۔6۔4۔

[2]۔ البقرۃ:2/216۔

[3]۔ صحیح مسلم الامارۃ باب ذم من مات ولم یغز ولم یحدث نفسہ بالعزو حدیث:1910۔

[4]۔ زادالمعاد:3/72۔

[5]التوبہ:9/111۔

[6]۔ صحیح البخاری الجہاد والسیر باب فضل الجہاد والسیر حدیث2783۔

[7]۔ الانفال8/45۔

[8]۔ التوبہ:9/38۔

[9]۔ الفتاوی والکبری لابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ الاختیارات العلمیہ:5/538۔

[10]۔ النساء4/59۔

[11]۔ الانفال:8/38۔

[12]۔ الحج22۔39۔40۔

[13]۔ التوبہ:9/14۔15۔

[14]۔۔ صحیح البخاری الجہاد والسیر باب دعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی الاسلام والنبوۃ حدیث2941۔

[15]۔ صحیح البخاری الجہاد والسیر باب دعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی الاسلام والنبوۃ حدیث2942۔

[16]۔ صحیح البخاری الجہاد باب الجہاد باذن الابرین حدیث3004۔

[17]۔ النساء:4/59۔

[18]۔ صحیح البخاری باب غزوہ حدیث 4228۔ و صحیح مسلم الجہاد باب کیفیہ قسمہ الغنیمہ بین الحاضرین حدیث 1762۔

[19]۔آل عمران:13۔16۔

[20]۔ یہ مسئلہ محل نظر ہے

[21]۔الانفال:8/58۔

[22]۔التوبہ:9/29۔

[23]۔التوبہ:9/29۔

[24]۔ صحیح مسلم الجہاد باب تامیر الامام الامراء علی البعوث حدیث 1731 و مسند احمد 5/358۔

[25]۔التوبہ:9۔6۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

قرآن وحدیث کی روشنی میں فقہی احکام ومسائل

جہاد کے احکام ومسائل: جلد 01: صفحہ 380